مودودی صاحب
اور
تخریبِ اسلام
فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی رشید احمد صاحب مد ظلہ العالی
دار الافتاء والارشاد
ناظم آباد، کراچی

مودودی صاحب اور تخریبِ اسلام

سوالات :-

① کیا مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا شمار اہلِ سنت میں ہے ؟
② ان کے ساتھ تعاون جائز ہے ؟
③ ان میں رشتے کرنا جائز ہے ؟
④ ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے ؟

عنوانات :

جماعتِ اسلامی

سوال : مودودی صاحب اوران کی جماعت شفاخانوں اور دوسرے رفاہی کاموں اور منظم تحریک کے ذریعہ عوام میں جاذبیت پیدا کررہی ہے اور اکثر تو تعلیم یافتہ لوگ صرف انہی خوبیوں کو دیکھ کر اسے صحیح اسلامی جماعت سمجھتے ہیں اوران کی طرف مائل ہو جاتے ہیں لہٰذا مفصل بیان فرماکر اُمتِ مسلمہ کی رہبری فرمائیں کہ کیا جماعتِ اسلامی واقعۃً وہی اسلام پیش کرتی ہے جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا اور کیا صرف مذکورہ بالا خوبیوں کو حقانیت کی دلیل قرار دیا جاسکتا ہے؟ اگر یہ جماعت صحیح راستہ پر نہیں تو اس سے متعلق مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں :

(۱) کیا ان کا شمار اہلِ سنت میں ہے ؟ (۲) ان کے ساتھ تعاون جائز ہے؟ (۳) ان میں رشتے کرنا جائز ہے ؟ (۴) ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا ،

الجواب باسم ملہم الصواب

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امّا بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین ، اٰمین

آجکل لوگوں نے حسنِ نظم ، حسنِ اخلاق ، ایثار وہمدردی ، اہتمامِ اعمال اور جرأت وہمت کو معیارِ حق سمجھ لیا ہے چنانچہ جن افراد یا جن جماعتوں میں یہ صفات پائی جائیں لوگ ان کو اہلِ حق سمجھ کر ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں لہٰذا خوب سمجھ لیں کہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی معیارِ حق نہیں بن سکتی یہ امر اگرچہ ایسا بدیہی ہے کہ ہر انسان کی عقل اسکا فیصلہ کرسکتی ہے معہذا مختصر اً عرض کرتا ہوں

معیارِ حق کی تعیین میں مغالطہ :

اگر حُسنِ نظم کو معیارِ حق قرار دیا جائے تو برطانیہ اور امریکہ وغیرہ کے لوگ سب سے زیادہ اہلِ حق ہونگے اسی طرح عیسائی مشنریاں اور قادیانی جماعت جس حُسنِ نظم سے کام کررہی ہے کوئی مسلم جماعت ایسی منظم نہیں ۔ اسی طرح حُسنِ اخلاق اور ایثار وہمدردی جس حد تک عیسائی مشنریوں اور قادیانیوں میں ہے کسی مسلم جماعت میں نہیں ، عیسائی مشنریاں شفاخانوں اور گھی اور دودھ کے ڈبوں اور مختلف چیزوں کی تقسیم ، روپے اور ملازمت کے لالچ میں لوگوں

کو عیسائی بنا رہی ہیں اسی لئے اچھوت قومیں عیسائی مذہب اختیار کر چکی ہیں، یہی طریقہ عیسائیوں سے قادیانیوں نے سیکھا، بہت سے قادیانی ڈاکٹروں نے اپنی خدمات وقف کر رکھی ہیں۔ دو کانوں پر بورڈ لگے ہوئے ہیں کہ مریض کے گھر پر جاکر بلا فیس معائنہ کیا جاتا ہے۔ تقسیم کے ایام میں بعض قادیانیوں کو دیکھا کہ منوں کی مقدار میں روزانہ مہاجرین میں تازہ دودھ تقسیم کرتے تھے۔ یہ ایک دو دن کا واقعہ نہیں بلکہ کئی مہینوں تک ان کا یہ معمول دیکھا گیا۔ عیسائی مشنریاں ڈبے کا دودھ تقسیم کرتی ہیں مگر قادیانی اس سے بھی بڑھ کر تازہ دودھ تقسیم کرتے رہے، تو کیا یہ عیسائی اور قادیانی اہل حق ہو سکتے ہیں؟ انہی عیسائی مشنریوں اور قادیانیوں کے طریقہ تبلیغ کی تقلید بعض مسلم جماعتیں بھی کرنے لگیں یہ لوگ شفاخانوں اور مختلف مواقع پر امدادی فنڈوں اور تعاون کے ذریعہ لوگوں کو متاثر کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ شرعی نظر سے نہ صرف یہ کہ یہ چیز معیارِ حق نہیں بلکہ سرے سے یہ طریقہ تبلیغ غلط ہے۔ آپ نے کوئی احسان یا طمع دلا کر کسی کو اپنی طرف مائل کر لیا تو ایسے شخص کا کیا اعتبار؟ کل کوئی دوسری جماعت اسے کوئی بڑی طمع دیکر اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔ ایسے ہی اہتمامِ اعمال بھی معیارِ حق نہیں۔ خوارج کے بارے میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی جس کی صداقت کو دنیا نے دیکھا فرمایا کہ یہ لوگ ایسے عابد و زاہد ہونگے کہ تم انکی عبادت کے سامنے اپنی عبادت کو حقیر سمجھنے لگو گے۔ اور فرمایا کہ یہ لوگ ہر وقت تلاوتِ قرآن سے رطب اللسان رہیں گے مگر لایجاوز حناجرھم، یعنی قرآن کا اثر اُن کے قلوب کی طرف تجاوز نہ کریگا۔ یا یہ کہ ان کی تلاوت سمار قبول کی طرف بلند نہ ہوگی، انکے منہ ہی میں رہے گی۔

جار اللہ زمخشری کو جار اللہ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ہمیشہ کے لئے دنیا و مافیہا سے الگ ہو کر بیت اللہ میں معتکف ہو گئے تھے تو کیا معتزلہ و خوارج کے اہتمامِ اعمال کی وجہ سے انکو کوئی اہلِ حق کہہ سکتا ہے؟ یونہی جرأت و ہمت سے متعلق غور فرمایئے کہ کفار ہمیشہ کس جرأت و ہمت کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ بیویوں، بہنوں اور بیٹیوں کا لونڈیاں بننا گوارا کیا، بچوں کو غلام بنایا اور خود غلامی کا طوق پہنا۔ سلطنتیں قربان کیں۔ املاک چھوڑیں اور اپنی جانیں دیں کوئی بڑی سے بڑی آفت ان کو ان کے نظریئے سے نہ ہٹا سکی، ابو طالب کی جرأت دیکھئے مرتے وقت بھی یوں کہتے ہیں کہ "اخترت النار علی العار" میں آبائی دین چھوڑنے کی عار پر نارِ جہنم کو ترجیح دیتا ہوں۔ غور کیجئے کہ کتنی بڑی جرأت ہے۔ معلوم ہوا کہ جرأت و ہمت اور استقلال کو معیارِ حق قرار دینا غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایثار و ہمدردی، خدمتِ خلق، حسن

اخلاق، حسنِ نظم اور ہمت وجرأت اہلِ حق کی صفات ہیں جن کو غیر اہلِ حق نے اختیار کر لیا جیسے کہ غیر اہلِ حق کی کئی صفات کو اہلِ حق اختیار کیے ہوئے ہیں، صفاتِ مذکورہ بلاشبہ صفات محمودہ ہیں اور اہلِ حق کی صفات ہیں مگر حق کا معیار نہیں کہ جس میں بھی یہ صفات ہوں اسے اہلِ حق سمجھ لیا جائے۔ کچھ لوگ اس لئے بھی ایسی جماعتوں کے ساتھ وابستہ ہو جاتے ہیں کہ ان کے ہاں دین بہت سستا ہے، جبکہ مولوی کا دین مشکل ہے۔ غیر شرعی لباس اور وضع قطع اور تشبہ بالنصاریٰ کے ہوتے ہوئے اور سنیما بینی جیسے جرائم میں مبتلا ہوتے ہوئے مولوی کسی کو دیندار نہیں کہہ سکتا۔ مگر بعض جماعتوں نے دین اتنا سہل کر دیا ہے کہ آپ داڑھی کٹاتے ہوں، سر پر انگریزی بال ہوں، انگریزی لباس پہنے ہوں، پائجامہ ٹخنے سے نیچے رہتا ہو، سنیما بھی دیکھتے ہوں، یہ سب کچھ کرتے ہوئے بھی آپ دیندار مسلمان بلکہ پوری دُنیا کے صالح ترین اور متقی مسلمان بن سکتے ہیں ؎

حج بھی کعبہ کا کیا اور گنگا کا اشنان بھی خوش رہے شیطان بھی، راضی رہے رحمٰن بھی

جب تک کوئی شخص زکوٰۃ اور چرمِ قربانی و صدقۃ الفطر صحیح مصرف پر نہ لگائے اس وقت تک وہ مولوی کی نظر میں دیندار نہیں، مگر اس جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ آپ جماعت کو زکوٰۃ دیدیں آگے جماعت خواہ اس سے مکانات تعمیر کرے یا ڈاکٹروں کو تنخواہ دے، شفا خانے چلائے یا الیکشن لڑے۔ دیکھئے کتنا آسان دین ہے کہ آپ کی زکوٰۃ بھی ادا ہو گئی اور الیکشن وغیرہ کی ضروریات بھی پوری ہو گئیں۔

کہاں بھٹکے جا رہے ہو؟

صاحبو! ہوش میں آؤ۔ کہاں بھٹکے جا رہے ہو۔ اگر آسانی اور سہولت ہی آپکے ہاں معیارِ حق ہے تو آپ اسلام ہی کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے تاکہ ہر قید سے آزاد ہو جاؤ اور اگر اسلام کا نام باقی رکھتے ہوئے آزاد ہونا ہے تو پرویزی مذہب میں بھی بہت آسانی اور سہولت ہے نہ وہاں نماز روزہ کی پابندی اور نہ محرمات سے بچنے کی قید (اعاذنا اللہ منہ)

معیارِ حق

اب سمجھئے کہ حقیقت میں معیارِ حق کیا چیز ہے؟ ارشاد ہے۔

آیات بیّنات

① اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی تفسیر صراط القرآن یا صراط اللہ یا صراط الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں فرمائی اسلئے کہ لوگ اس کی تعیین میں اختلاف کرتے، لہٰذا فرماتے ہیں "صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کہ یہ منعم علیہم جماعت کا راستہ ہے۔ یہ جماعت صراطِ مستقیم کی تعیین کرے گی بلکہ عربیت کا قاعدہ ہے کہ بدل مقصود بالنسبۃ ہوتا ہے اور مبدل منہ کو صرف اسم اشہر ہونیکی وجہ سے ذکر کر دیا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ طلبِ ہدایت میں اصل مقصود منعم علیہم جماعت کا راستہ ہے۔ صراطِ مستقیم اسی کا دوسرا نام ہے۔ تو ثابت ہوا کہ کتاب اللہ اپنی تفہیم میں جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محتاج ہے اسی طرح کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تفہیم میں رجال اللہ (منعم علیہم جماعت) کی محتاج ہے۔ ہم اس جماعت سے مستغنی ہو کر قرآن و حدیث سمجھنے کے مجاز نہیں غرضیکہ جماعتِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا اسوۂ حسنہ صراطِ مستقیم ہے۔ پھر ان سے بلا واسطہ ان کو سمجھنے والی جماعتِ تابعین، پھر ان سے نقل کرنے والی جماعت، اسی طرح ایک دور سے قیامت تک بالمشافہہ صحیح طریق کو حاصل کرنیوالی رجال اللہ کی جماعت کا طریق صراطِ مستقیم ہوگا، اور اس کے خلاف جملہ طرق ضلالت اور گمراہی کے راستہ ہونگے۔ رجال اللہ کی جماعت قرآن و حدیث کی زندہ تصویر اور چلتی پھرتی تفسیر ہوگی۔

② بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ (۲۹-۴۹) اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت کے لئے قرآن کے صحائف کافی نہیں بلکہ اسکا مطلب اور اس کی تفسیر جو رجال اللہ کے صدور میں ہے وہ واجب القبول ہے۔

③ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (۴-۱۱۵)

"یشاقق الرسول" پر "یتبع غیر سبیل المؤمنین" کا عطف تفسیری ہے۔ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سبیل کی تعیین مؤمنین کی ایک جماعت اپنے قول و عمل سے کرے گی۔ ان کے راستہ سے انحراف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ سے انحراف ہوگا اور موجبِ جہنم ہوگا (اعاذنا اللہ منہا)

④ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (۳-۱۱۰) اس آیت میں "اخرجت للناس" فرماکر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتباع کو واجب اور انکے طریق کو لوگوں کے لئے حجت قرار دیدیا۔

⑤ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (۲-۱۴۳)
اس میں بھی یہ امر مصرح ہے کہ منعم علیہم جماعت کا راستہ معیارِ حق ہے۔

⑥ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ (۲-۱۳)

⑦ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ (۲-۱۳۷) ان دونوں آیتوں میں اس کی تصریح ہے کہ ایمان وہ معتبر ہوگا جو حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان جیسا ہو۔ یعنی ایمان صحیح کی کسوٹی اور معیار صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ ہے۔ اس سے ہٹ کر کوئی شخص براہِ راست قرآن یا حدیث پر ایمان لانے کا دعویٰ کرے تو یہ ایمان قبول نہ ہوگا۔

احادیثِ مبارکہ

① حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری اُمت کے بہت سے فرقے ہوجائیں گے۔ ان میں صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا باقی سب جہنمی ہونگے۔ عرض کیا گیا وہ کونسی جماعت ہوگی؟ فرمایا، "ما انا علیہ واصحابی"۔ بظاہر "ما انا علیہ" فرمادینا کافی تھا مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ کو اس کا علم تھا کہ آئندہ چل کر کچھ لوگ میرے اصحاب سے مستغنی ہو کر میرا راستہ تلاش کرینگے بلکہ مجھ سے بھی مستغنی ہو کر صراطِ قرآن کی تعیین کریں گے اس لئے "ما انا علیہ" کے بعد "و اصحابی" کا اضافہ فرماکر اپنے طریق کی تفسیر فرمادی کہ میرا طریق وہی ہوگا جو کہ میرے اصحاب بیان فرمائیں گے۔ ما وردبہ القرآن یا ما انزل اللہ کی بجائے "ما انا علیہ واصحابی" فرمانا اور پھر صرف "ما انا علیہ" کو کافی نہ سمجھنا صریح دلیل ہے کہ ہمیں قرآن وحدیث کو براہِ راست سمجھنے کی اجازت نہیں۔

② علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المهدیین، تمسکوابها وعضوا علیها بالنواجذ، اس حدیث میں "سنتی" کے بعد "وسنۃ الخلفاء" کا عطف تفسیری لاکر وضاحت فرمادی کہ میری سُنّت صرف وہ ہوگی جس کی تعیین خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کریں گے۔

(۳) یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین و انتحال المبطلین وتأویل الجاهلین (مشکوٰۃ ص۳۶) یعنی اُمت میں سلف سے خلف علمِ صحیح کے حامل رہیں گے اور بلا واسطہ ایک دوسرے سے صحیح طریق کی تعلیم پانے والی جماعت ہر زمانے میں موجود رہیگی۔ جو رجال اللہ سے مستغنی ہوکر براہِ راست قرآن وحدیث سے استنباط و اجتہاد کے شائقین کی من مانی تأویلات وتحریفات کا قلع قمع کرتی رہے گی۔

(۴) عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی ما ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر وزاد الحافظ ابو نصر القصار فانهما حبل اللہ الممدود فمن تمسک بهما تمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لها (رواہ الترمذی وحسنہ وقال وفی الباب عن ابن مسعود والطبرانی عن ابی الدرداء منہ، واحمد وابن ماجۃ وصححہ ابن حبان والحاکم) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد قرآن وحدیث کے اتباع کی بجائے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء کو فرض قرار دیکر ان کے معیارِ حق ہونے پر مُہر ثبت فرما دی فبای حدیث بعدہ یؤمنون ٥

(۵) النجوم امنۃ للسماء واصحابی امنۃ لامتی (رواہ مسلم)

اس میں بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء کا حکم فرمایا ہے۔

عقلِ سلیم

○ عقلی لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو یہ امر ظاہر ہے کہ حق کا معیار ایک جماعت ہونی چاہیئے جو ہر زمانے میں بلا واسطہ ایک دوسرے سے استفادہ وافادہ کرتی ہوئی آرہی ہو اس لئے کہ افہام وتفہیم میں چند امور کا ہونا ضروری ہے۔

فہم وتفہیم کے لئے ضروری اُمور

(۱) مخاطب ومتکلم ہمزبان ہوں۔ غیر اہلِ لسان کتنی ہی مہارت کیوں نہ پیدا کرلے مگر اہلِ لسان جس حد تک کلام کا مفہوم سمجھتا ہے غیر نہیں سمجھ سکتا۔

(۲) متکلم کے لہجہ کو سُننا، چنانچہ استفہام واخبار میں فرق صرف لہجے ہی کے اعتبار سے ہوسکتا ہے الفاظ دونوں کے یکساں ہوتے ہیں۔

(۳) متکلم کے چہرے، اس کی رنگت، ہیئت، آثار، ہاتھوں اور آنکھوں کے اشارات کو دیکھنا، امر استعجاز یا تہدید کے لئے ہے، یا کہ طلب مأمور بہ کے لئے اور کلام غضب پر مبنی ہے یا حقیقت پر، یہ جملہ امور متکلم کے لہجہ اور اس کی رؤیت پر موقوف ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ غضب میں فرمایا، سلونی ما شئتم لوگوں نے فضول سوالات شروع کر دیئے، کسی نے سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ کسی نے پوچھا کہ میری اونٹنی گم ہو گئی وہ کہاں ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا تو غضب سے سُرخ ہو رہا تھا۔ مَیں نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا، اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ، تب جا کر آپ کا غصّہ فرو ہوا۔

(۴) کلام کے محلِ وقوع کا مشاہدہ، حقیقتِ لغویہ، اصطلاحیہ، مجاز یا استعارہ، کنایہ یا توریہ، مفہوم کا عموم وخصوص وغیرہ کلام کے محلِ ورود ہی سے معلوم ہوتے ہیں۔

(۵) قربِ ظاہری وباطنی (قربِ باطنی سے مراد ہے تعلق ومحبت) اور خیالات ونظریات میں اتحاد ویکجہتی، چنانچہ ہر شخص اپنے احباب اور ہم مجلس وہم مشرب کی بات بہ نسبت دوسروں کے زیادہ سمجھتا ہے۔

انہی معقول ومسلم اصول کی بناء پر جب کوئی صحابی کسی روایت کو بتاکید بیان کرنا چاہتے ہیں تو فرماتے ہیں، ابصرتہ عینای وسمعتہ اذنای ووعاہ قلبی، یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرما رہے تھے اُسوقت میری دونوں آنکھیں آپ کے چہرۂ انور اور اس کے الوان آثار وتغیرات اور چشم وابرو کے اشارات اور ہاتھوں کی تعبیر کو دیکھ رہی تھیں اور کلام کے محلِ ورود کا مشاہدہ کر رہی تھیں اور میرے دونوں کان آپ کے لہجے اور آواز کے نشیب فراز کو سُن رہے تھے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا اور اپنے کانوں سے سُن رہا تھا بلکہ فرماتے ہیں کہ میں خود آنکھیں اور کان بن رہا تھا پھر ایک آنکھ اور کان نہیں بلکہ مَیں ہمہ تن دونوں آنکھیں اور دونوں کان بن کر متوجہ تھا، اس کے ساتھ ہی چونکہ اہلِ لسان ہونے اور قربِ ظاہری وباطنی کا شرف بھی حاصل تھا ان سب خصوصیات کی بدولت آپکے ارشادات کو میرے قلب نے خوب سمجھا اور الفاظ ومعانی کو تغیر وتبدل سے خوب محفوظ کر لیا۔

اب غور فرمائیے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب اہلِ لسان بھی تھے براہِ راست

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لہجہ کو سُننے والے بوقت تکلم کیفیات و ارشادات کا مشاہدہ کرنے والے، آیاتِ قرآنیہ کے شانِ نزول اور احادیث کے مواقع و ورود کو خوب جاننے والے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قربِ ظاہری و باطنی کے اعلیٰ مقامات پر تھے کہ اُن کے درجۂ قرب تک کسی کی رسائی ممکن نہیں۔ مقربین بارگاہِ الٰہی ہونے کی وجہ سے درباری اشارات سمجھنے کی پوری استعداد رکھتے تھے۔ لہٰذا اس جماعت نے جو کچھ صراطِ مستقیم کی تعیین فرمائی اُس سے ہٹ کر صراطِ مستقیم کی ہدایت کا کوئی امکان نہیں، اسی طرح صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بلاواسطہ استفادہ کرنے والی جماعت تابعین رحمہم اللہ کی ہے۔ انھوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول و فعل کو بلاواسطہ سُنا اور دیکھا اور مشافہۃً صراطِ مستقیم کی ہدایت حاصل کی، اُن کے بعد تبع تابعین نے علیٰ ہٰذا القیاس بالمشافہہ تعلیم و تعلّم کے ذریعہ صراطِ مستقیم کی حفاظت کرنے والی جماعت چلی آئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گی۔ یہ سلسلہ کبھی بھی کسی زمانے میں بھی منقطع نہیں ہوا۔

اہلِ حق کی جماعت

اسلام میں ایسا وقت آ ہی نہیں سکتا کہ قرآن و حدیث صرف صحائف کی شکل میں رہ جائیں اور ان کے الفاظ و معانی کی حامل کوئی جماعت نہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی اور دینِ قویم اور صراطِ مستقیم کی حفاظت کرتی رہے گی۔ پس معلوم ہوا کہ معیارِ حق یہ رجال اللہ کی جماعت ہے، جو لوگ ان کے ساتھ وابستہ ہونگے وہ اہلِ حق ہونگے۔ اور جس فرد یا جماعت نے ان کا دامن چھوڑا وہ خواہ کتنے ہی دعوے اتباعِ قرآن و حدیث کے کرتے رہیں اہلِ حق ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اہلِ حق کا لقب اہلِ سنت والجماعت اس لئے پڑا کہ یہ لوگ قرآن کو سُنت سے اور قرآن و سنت دونوں کو رجال اللہ کی جماعت سے سمجھتے ہیں۔

کوئی فن بھی بدوں استاد کے حاصل نہیں ہو سکتا

دنیا میں کوئی فن بھی کسی ماہر استاد کی تربیت کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا، کوئی شخص دُنیا بھر کی طبِّ قدیم و جدید کی تمام کتابوں کا مطالعہ کرلے مگر جب تک وہ ماہرینِ فن سے تربیت حاصل نہ کرے اسے علاج کی اجازت نہیں دی جاتی، گھر بیٹھے وکالت کا نصاب

پڑھ لینے سے کوئی وکیل نہیں بن سکتا، صرف کتابوں کے مطالعہ سے کبھی کوئی انجینئر نہیں بنا، نہ ہی کوئی خوانِ نعمت پڑھ کر باورچی یا حلوائی بن سکا، ہر علم وفن کے لئے ماہر استاد کی ضرورت ہے اسی طرح قرآن وحدیث سمجھنے کے لئے رجال اللہ کی اس جماعت کی کتابوں کا مطالعہ کافی نہیں بلکہ ان سے بالمشافہہ باقاعدہ تعلیم حاصل کئے بغیر قرآن وحدیث کا علم حاصل نہیں ہو سکتا، حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہہ علم حاصل کیا پھر ان سے تابعین نے بالمشافہہ تعلیم پائی اور ان سے تبع تابعین نے، اسی طرح بالمشافہہ تعلیم وتعلّم کا یہ سلسلہ چلا آرہا ہے، کسی ماہر اُستاد سے بالمشافہہ تعلیم پائے بغیر قرآن وحدیث سمجھنے کا دعویٰ بالکل باطل ہے، اگر کتاب سمجھنے کے لئے معلّم کی ضرورت نہیں تو اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں کو سمجھانے کے لئے رسُولوں کو معلّم کیوں بنایا؟ ویسے ہی کتاب نازل کردی جاتی، لوگ خود ہی اسے سمجھ کر اس پر عمل کرتے رہتے۔

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ علم کسی سے سیکھے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرًا یفقھہ فی الدین وانما العلم بالتعلم (صحیح بخاری باب العلم قبل القول والعمل) قال الحافظ رحمہ اللہ تعالیٰ ھو حدیث مرفوع ایضًا اوردہ ابن ابی عاصم والطبرانی من حدیث معاویۃ ایضًا بلفظ یا ایھا النّاس تعلّموا انما العلم بالتعلم والفقہ بالتفقہ ومن یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین اسنادہ حسن لان فیہ مبھما اعتضد بمجیئہ من وجہ اٰخر وروی البزار نحوہ من حدیث ابن مسعود موقوفا ورواہ ابونعیم الاصبھانی مرفوعًا وفی الباب عن ابی الدرداء وغیرہ فلا یغتر بقول من جعلہ من کلام البخاری والمعنی لیس العلم المعتبر الا المأخوذ من الانبیاء وورثتھم علی سبیل التعلم (فتح الباری ص۱۴۷ ج ۱)

جماعتِ اسلامی کا دجل وفریب

اب ان لوگوں کو ذرا حق وباطل کی اس کسوٹی پر لائیے جنکے حُسنِ نظم وغیرہ سے متاثر ہوکر آپ ان کو اہلِ حق سمجھنے لگے ہیں، یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت کی تمام تر مساعی سے مقصد ہی ان رجال اللہ کی جماعت سے انحراف اور اُن کے متعین کردہ صراطِ مستقیم کی مکمل تخریب اور اسکے بعد اپنے جدید اسلام کی تعمیر ہے اور یہ مَیں انکے اقوال اور طرزِ عمل سے صرف استنباط کی بنا پر نہیں

کہ رہا بلکہ اس پر اُن کی صریح عبارات موجود ہیں کہ ہم مکمل طور پر تخریب کے بعد جدید تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ حوالجات انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئیں گے۔

تخریبی کارروائی

اب تخریبی کارروائی سُنیئے، ان کے خیال میں دین کو سمجھنے کے لئے مسلسل چلے آنیوالے رجال اللہ اور ماہرینِ فن سے استفادہ کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں بلکہ قرآن وحدیث کو براہِ راست سمجھنا ضروری ہے۔ فرماتے ہیں:

"میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کی بجائے ہمیشہ قرآن اور سُنّت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اس لئے میں کبھی یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مؤمن سے کیا چاہتا ہے یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ فلاں اور فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) نے کیا کہا۔" (روئیداد جماعت اسلامی حصہ سوم ص۳۷)

غور فرمائیں کہ جس شخص نے کسی دینی ادارے سے علم حاصل نہیں کیا، کسی معروف اُستاد سے کوئی سبق نہیں پڑھا، جس کو دوسرے علوم تو کجا صرف عربی زبان سے بھی پوری واقفیت نہ ہو اور اپنی تصنیف کے عربی ترجمے دوسروں سے کرانے پر مجبور ہو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ دین کو سمجھنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اُن کے بعد ان سے بلا واسطہ استفادہ کرنے والے بڑے بڑے ائمۂ دین اور جلیل القدر محدثین و فقہاء اور مستند دینی اداروں میں مشہور ماہرینِ فن سے باقاعدہ علم دین حاصل کرنے والے اور خدمتِ دین میں اپنی عمریں صرف کر دینے والے علماء کے مقابلے میں کتنی جرأت کے ساتھ اپنی رائے اور قرآن دانی کو ترجیح دے رہا ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین

ان کا عقیدہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم معیارِ حق نہیں۔ قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لئے نہ صرف یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ضرورت نہیں بلکہ (معاذ اللہ) اسکا جواز ہی نہیں، ہمنے قرآن وحدیث کو تو براہِ راست اپنے علم وفہم سے سمجھا، اس کے بعد صحابہ

رضی اللہ عنہم کی سوانح کا مطالعہ کیا تو ان کو قرآن وحدیث کے مطابق پایا۔ غور فرمائیے کہ قرآن وحدیث کی نصوص مذکورہ بالا اور دلائل عقلیہ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ تم اپنے علم اور نظریات کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق کی کسوٹی پر پرکھو، مگر یہ لوگ اس کے بالکل برعکس یوں کہتے ہیں کہ ہم صراطِ مستقیم کی تعیین تو خود براہِ راست قرآن وحدیث سے اپنے علم وفہم کے ذریعہ سے کریں گے۔ پھر ہم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی اور اسلوب کی صحت وسقم کو اپنے نظریہ کی کسوٹی پر پرکھیں گے۔ ہم اپنے نظریہ کا امتحان نہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مطابق ہے یا نہیں؟ اس کی بجائے ہم صراطِ مستقیم کی تعیین خود کر کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا امتحان لیں گے کہ وہ اس پر پورے اترتے یا نہیں (اعاذنا اللہ منہ) فرماتے ہیں:

"رسولِ خدا کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ ہر ایک کو خدا کے بتائے ہوئے اسی معیار کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اس کو اسی درجہ میں رکھے۔" (دستور جماعتِ اسلامی پاکستان ص۱۲)

مزید ارشاد ہے:

"معیارِ حق تو صرف اللہ کا کلام اور اس کے رسول کی سنّت ہے، صحابہ معیارِ حق نہیں ہیں بلکہ اس معیار پر پورے اترتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسوٹی سونا نہیں ہے لیکن سونے کا سونا ہونا کسوٹی پر کسنے سے ثابت ہوتا ہے۔" (ترجمان القرآن اگست سنہ ۱۹۷۶ء صفحہ ۲۸)

مودودی صاحب نے قرآن وحدیث کو خود بلا واسطہ سمجھ کر جو معیارِ حق قائم فرمایا ہے اس پر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پورے اترنے کا اعتراف حکمتِ عملی (تقیہ) کے تحت کیا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ امتحان میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (معاذ اللہ) مودودی صاحب کے علم وفہم کی کسوٹی اور نظر نقاد کے معیار پر پورے نہ اتر سکے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"بسا اوقات صحابہ (رضی اللہ عنہم) پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا۔"
(تفہیمات طبع چہارم ص۲۹۴)

اس کے بعد چند واقعات لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) ایک دوسرے کو جھوٹا کہا کرتے تھے۔ اس میں لفظ بسا اوقات قابلِ توجہ ہے یعنی کوئی

شاذ و نادر نہیں بلکہ معاذ اللہ اکثر و بیشتر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا
اوّلاً تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی بشری کمزوریاں ثابت کرنے کے لئے ایک غیر معتبر کتاب کی بے سند روایات پیش کر رہے ہیں۔ تعجب ہے کہ صحیح بخاری کی صحیح و صریح حدیث کا تو سرے سے انکار کرتے ہیں اور جن احادیث صحیحہ کو تسلیم بھی کرتے ہیں اُن سے متعلق بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان سے زیادہ سے زیادہ گمانِ صحت حاصل ہو سکتا ہے نہ کہ علمِ یقین (اسکا حوالہ انشاء اللہ عنقریب آئیگا) مگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین اور اُن کی بشری کمزوریوں کو اُچھالنے کے لئے قرآن و حدیث کی نصوصِ صریحہ اور تمام اُمت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف بے سند روایات کا سہارا لے رہے ہیں۔ قرآن کا فیصلہ ہے وکلّاً وعد اللّٰہ الحسنیٰ (سورۃ الحدید ع ۱) دوسری جگہ فرماتے ہیں والذین معہٗ اشدّآء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعًا سجدًا یبتغون فضلاً من اللّٰہ ورضوانًا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود الخ (۴۹-۲۹)
معلوم ہوا کہ کتبِ سابقہ میں بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب مذکور ہیں۔ تعدیل صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق نصوص اسقدر کثرت کے ساتھ ہیں کہ سب کا احصار مشکل ہے، اُمت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ "الصحابۃ کلھم عدول" مگر ان سب کے مقابلے میں بے سند روایات لاکر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی کمزوریاں محض تخریبی کارروائی کی غرض سے بیان کیجا رہی ہیں۔
ثانیاً یہ کہ لفظ کذب عربی زبان میں اور احادیث میں کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔ یہ جھوٹ کے علاوہ خطا اور کسی کام سے تخلّف کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ کسی صحابی نے اگر کہیں کسی دوسرے صحابی کے بارے میں یہ لفظ استعمال کیا ہے تو اس کے معنی خطأ اجتہادی کے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ جو کام کرنا چاہتے تھے اس پر قدرت نہ پانے کی وجہ سے متخلف رہے مگر اُن کی تخریب مکمّل نہیں ہوتی جب تک کذب بمعنی جھوٹ کی نسبت حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف نہیں کرتے { بندہ کی اس تحریر کے بعد مودودی صاحب نے کتاب "خلافت و ملوکیت" لکھی ہے جسمیں بعضِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زہر کو علانیہ اُگل دیا ہے۔ اس کتاب کو دیکھنے کے بعد بھی اگر کسی کو مودودی صاحب کے بغضِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر یقین نہیں آتا تو یہ اس کی دلیل ہے کہ خود اس کے دل میں بھی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض اور عداوت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے قلوب سے حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت مٹانے اور اس مقدس جماعت سے متعلق دِلوں میں شکوک و شبہات اور بغض و

نفرت پیدا کرنے کا جو کارنامہ تنہا مودودی صاحب نے انجام دیا ہے شیعہ کی پوری جماعت اپنی پوری مدۃ العمر میں اسکا عُشرِ عشیر بھی نہیں کر سکی۔ (نظر ثانی)}

مودودی صاحب سے قبل کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نظر نہیں آتا جو کسی صحابی سے بغض رکھتا ہو۔ مگر آج مودودی صاحب نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو اس مہلک زہر سے مکمل طور پر مسموم کر دیا ہے

انبیاء کرام علیہم السّلام کی توہین

اس سے بھی بڑھ کر ان کی تخریبی کارروائی حضرات انبیاء کرام علیہم سے شروع ہوتی ہے فرماتے ہیں:

"عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لوازم ذات سے نہیں ہے۔ اور ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اُٹھا کر ایک دو لغزشیں ہو جانے دی ہیں (تفہیمات ج ۲ ص ۵۶ طبع ششم پاکستان)۔

کیا نبی کا کوئی حکم یا فیصلہ قابلِ اعتماد ہو سکتا ہے جبکہ ہر امر و نہی کے وقت یہ احتمال موجود ہو کہ شاید اسوقت عصمت اُٹھالی گئی ہو حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بعض اجتہادی خطائیں ہوئیں جن پر بعد میں مطلع کر دیا گیا اور خطاء اجتہادی پر بھی ثواب ملتا ہے کوئی گناہ نہیں کہ عصمت کے منافی ہو۔ مودودی صاحب کی عصمتِ انبیاء علیہم السلام پر دست درازی سے جب مسلمانوں میں ہیجان بپا ہوا تو اپنے دعوی کے اثبات کے لئے اس خاک بدہنش نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے گناہوں کی ایک فہرست مرتب کر کے شائع کی، مجھے تو اس میں سے کوئی گستاخی نقل کرنے کی بھی ہمت نہیں، کوئی صاحب بطور نمونہ دیکھنا چاہیں تو تفہیم القرآن میں حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت داؤد، حضرت یونس، حضرت یوسف علیہم السلام کی شان میں اور ترجمان القرآن ج ۲۹ عدد ۴ ص ۵ اور رسائل و مسائل ص ۳۱ ج ا طبع دوم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں دریدہ دہنی ملاحظہ فرمالیں، مگر مودودی کی اس عیاری سے ہوشیار رہیں کہ وہ ہر جدید ایڈیشن سے ایسی گستاخی کو چپکے سے اُڑا دیتا ہے جو مسلمانوں کے لئے ناقابل تحمل ہو مگر اس سے توبہ کا اعلان نہیں کرتا۔

قرآن غائب

تحریف قرآن سے متعلق شیعہ کی روایات مختلف ہیں، پورے کا پورا قرآن غائب، ۲/۳

غائب، ۳/۴ غائب، شیعہ کے لئے یہ زہر مسلمانوں کے حلق میں اُتارنا بہت مشکل تھا مگر دیکھئے مودودی صاحب قرآن ۳/۴ سے زیادہ بلکہ پورا غائب ہونے کے عقیدہ کو کس چابکدستی اور دجل، عیاری و تلبیس کے ذریعہ شوگر کوٹیڈ بنا کر مسلمانوں کی ایک جماعت کو نگلوانے میں کتنی آسانی سے کامیاب ہوگئے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"بعد کی صدیوں میں رفتہ رفتہ ان سب الفاظ (الٰہ، رب، دین، عبادت) کے وہ اصلی معنی جو نزولِ قرآن کے وقت سمجھے جاتے تھے بدلتے چلے گئے یہانتک کہ ہر ایک اپنی پوری وسعتوں سے ہٹ کر نہایت محدود بلکہ مبہم مفہومات کے لئے خاص ہوگیا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کے اصل مدعا کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل ہوگیا...... پس یہ حقیقت ہے کہ محض ان چار بنیادی اصطلاحوں کے مفہوم پر پردہ پڑجانے کی بدولت قرآن کی تین چوتھائی سے زیادہ تعلیم بلکہ اسکی حقیقی روح نگاہوں سے مستور ہوگئی ہے۔"

(قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص۱۲ تا ص۱۴)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے الفاظ اور مفہوم دونوں کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، ارشاد ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون، دوسری جگہ فرمایا ان علینا جمعہ وقرانہ فاذا قرأناہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ، ان نصوص صریحہ کے خلاف مودودی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کی تین چوتھائی سے زیادہ تعلیم بلکہ روح تو پورے ہی قرآن کی غائب ہے۔

ذرا غور فرمائیں کہ تحریر مذکور پڑھنے والوں پر کیا اثر ہوگا؟ وہ اس سے کیا نتائج اخذ کریں گے؟ اور قرآن و اسلام سے متعلق ان کے قلوب میں کیا کیا شکوک و شبہات پیدا ہونگے؟ کیا اس تحریر کو دیکھنے والا امور ذیل پر غور کرنے کے لئے مجبور نہیں ہوگا؟

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظتِ قرآن کا وعدہ غلط اور جھوٹ ہے، نعوذ باللہ من ذٰلک،

(۲) جب قرآن کی صحیح تعلیم اور حقیقی روح صدیوں سے غائب ہے تو اب چودہ سو سال کے بعد مودودی صاحب کو قرآن کا صحیح علم اور اس کی حقیقی روح کہاں سے مل گئی؟ جب چودہ سو سال تک کے بڑے بڑے مشہور مفسرین، محدثین اور ائمہ دین نے قرآن کو نہیں سمجھا تو آج مودودی صاحب یا کسی اور کی قرآن دانی پر کیسے اعتماد کیا جائے؟ نتیجہ یہ کہ قرآن اور اسلام کی صحیح ترجمانی میں کسی کی رائے بھی قابلِ اعتماد نہیں، لہٰذا ایسے قرآن اور اسلام ہی کو سلام، نعوذ باللہ من ذٰلک،

(۳) جب آج تک پوری اُمتِ مسلمہ مفہومِ قرآن کی حفاظت سے مجرمانہ غفلت میں مبتلا رہی یا

عمداً مفہوم قرآن کی تحریف میں مصروف رہی تو ایسے مجرم، بد دیانت اور دشمنانِ قرآن کے ذریعہ سے پہنچے ہوئے الفاظ قرآن کی صحت کیسے قابلِ اعتماد ہو سکتی ہے؟ پس مفہوم قرآن سے متعلق مودودی صاحب کے عقیدۂ عدم حفاظت پر لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ قرآن کے الفاظ بھی محفوظ نہیں۔

اسی طرح انہی وسائط سے پہنچنے والی احادیث اور پورا اسلام مشکوک اور ناقابلِ اعتماد ٹھیر یگا، اللہ تعالیٰ شوق اجتہاد کے فتنوں سے امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائیں، آمین۔

اصولِ حدیث بکواس ہے

اب حدیث کی تخریب ذرا کلیجہ تھام کر سنیئے۔ فرماتے ہیں:

"اصولِ روایت کو تو چھوڑیئے کہ اس دَورِ تجدید میں اگلے وقتوں کی بکواس کون سنتا ہے۔"

(ترجمان القرآن جلد ۱۴ عدد ۲ صـ۱۱۱)

اور سنیئے:

"آپ کے نزدیک ہر اُس روایت کو حدیثِ رسُول جان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے لحاظ سے صحیح قرار دیں لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں۔"

اور آگے فرماتے ہیں:

"دین کا فہم جو ہمیں حاصل ہوا ہے اسکا لحاظ بھی کیا جائے اور حدیث کی وہ مخصوص روایت جس معاملہ سے متعلق ہے اس معاملہ میں قوی تر ذرائع سے جو سنت سے ثابت ہو ہم کو معلوم ہو اس پر بھی نظر ڈالی جائے، علاوہ بریں اور بھی متعدد پہلو ہیں جن کا لحاظ کئے بغیر ہم کسی حدیث کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دینا درست نہیں سمجھتے۔" (رسائل ومسائل صـ۲۹ ج ۱)

ذرا جذبۂ تخریب کا اندازہ لگایئے کہ جلیل القدر محدثین اور ائمۂ حدیث جنھوں نے حدیث کی تنقیح و تنقید، صحیح و سقیم کی تمیز میں عمریں صرف کیں، جن کے حافظہ کا یہ عالم تھا کہ گھوڑوں تک کے نسب نامے یاد تھے۔ ہر راوی کی ولادت سے لیکر وفات تک کے مفصّل حالات نہ صرف ان کے پاس محفوظ تھے بلکہ زبانی یاد تھے۔ انھوں نے اصولِ روایت اور رواۃ حدیث پر بے شمار ضخیم کتابیں لکھیں اور ایک مستقل فن مدوّن کیا۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے ایک نومولود بچے کو دیکھا اور سالہا سال کے بعد اس کی جوانی یا بڑھاپے کے ایام میں صرف

اُسکے پاؤں دیکھ کر پہچان لیا - امام ترمذی آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اونٹ پر سوار ہو کر تشریف لیجا رہے ہیں، راستہ میں ایک جگہ پر سر جھکا دیا - خادم نے سر جھکانے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ یہاں ایک ایسا درخت ہے جس کی شاخیں جھکی ہوئی ہیں اور اونٹ سوار کے سر پر لگتی ہیں، عرض کیا کہ یہاں تو کوئی ایسا درخت نہیں، فرمایا کہ اونٹ یہیں روک دو اور قرب وجوار سے تحقیق کرو - اگر کبھی ایسا درخت یہاں نہیں تھا تو ثابت ہوگا کہ میرا حافظہ کمزور ہو گیا ہے لہٰذا میں آئندہ حدیث بیان کرنا چھوڑ دونگا، چنانچہ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعۃً کسی زمانے میں یہاں ایسا درخت تھا تب آگے چلے - ان حضرات کے حافظہ کے محیر العقول واقعات کا احصار متعذر ہے - پھر حدیث کی معرفت میں ایک اہم امر یعنی فراست ایمانی و قرب بارگاہِ الٰہی ان میں کس درجہ کا تھا؟ یہ حضرات تدین و تقوی کے مجسمے تھے انکی عبادت ملائکہ کے لئے باعثِ رشک تھی - ان کی تمامتر مساعی اور جانفشانیوں کی ایک جنبشِ قلم سے تخریب کر دی اور انکے مقابلہ میں اپنے نفس کو لا کھڑا کیا - فرماتے ہیں ہمارے نزدیک محدثین کی تصحیح کو قبول کرنا ضروری نہیں، بلکہ اسکول میں پڑھ کر ہم نے جو دین کا فہم حاصل کیا ہے وہ حدیث کی صحت وسقم کا معیار ہوگا - اور بھی متعدد پہلو ہیں جن کا اظہار بر وقت کرینگے یعنی جس حدیث کی زد انکے نظریات پر پڑے گی اسے رَد کرنے کے لئے فوراً کوئی اصول وضع کر لیا جائے گا - اب فرمائیے کہ ان میں اور منکرینِ حدیث میں کیا فرق رہا؟ منکرینِ حدیث بھی ہر حدیث کا انکار نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے خود ساختہ اصولوں سے حدیث کو جانچتے ہیں اسکے مطابق ہو تو قبول کرتے ہیں ورنہ نہیں - مودودی صاحب کی نظر میں جو حدیثیں صحیح ہیں ذرا ان کا مقام بھی سُن لیں -

نحن رجال وهم رجال

فرماتے ہیں:

احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی ہوئی آئی ہیں جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمان صحت ہے نہ کہ علم یقین"

(ترجمان القرآن جلد ۲۶ عدد ۳ ص ۲۶۷)

مطلب یہ کہ اولاً تو حدیث سے کوئی خاص بات ثابت نہیں ہوتی، حد سے حد اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو کچھ گمانِ صحت ہو سکتا ہے یعنی کچھ خیال ہونے لگتا ہے کہ شاید یہ حدیث صحیح

ہو وہ بھی جبکہ حدیث سے کچھ ثابت کرنے کی انتہائی کوشش کیجائے۔ الفاظ "حد سے حد" قابلِ توجہ ہیں، اگر کسی بے سند روایت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر نصوصِ صریحہ اور اجماعِ اُمت کے خلاف الزام لگائے گئے ہوں اور ان کی توہین کی گئی ہو تو یہ روایت ضرور واجب القبول اور واجب التشہیر ہے۔ ذرا آگے چلئے، صحیح بخاری کی ایک صحیح مرفوع متصل حدیث[عہ] کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یہ مہمل افسانہ ہے" (رسائل ومسائل ص ۳۶/۲۷ طبع سوم)

حالانکہ اُمت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری، امام بخاری کی قوتِ حافظہ، تدین وتقوی اور فنِ حدیث میں مہارت کی تفصیل بیان کرنیکا نہ موقع ہے نہ ضرورت، اس لئے کہ اسے پوری دُنیا جانتی ہے کہ آپ نے قبول روایت کے لئے بہت سخت شرائط لگائی ہیں۔ راوی کا مروی عنہ سے جبتک لقاء وسماع انکے ہاں ثابت نہ ہو جائے اُس وقت تک روایت قبول نہیں فرماتے اگرچہ دونوں کا زمانہ ایک ہو اور لقاء وسماع کا امکان بھی ہو امام مسلم جیسے امام بخاری پر اس لئے ناراض ہیں کہ انھوں نے قبولِ روایت میں اتنی شدید قیود کیوں لگائیں؟ پھر قوت ضبط وعدالت کے اعلیٰ مقام اور تنقید وتنقیح کے اعلیٰ معیار کے ساتھ یہ معمول تھا کہ ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل فرماکر دو رکعت نمازِ استخارہ ادا فرماتے تھے۔ بہرکیف یہ تو امام بخاری ہیں مودودی صاحب کی تخریبی منجنیق نے تو حضرات انبیاء علیہم السلام اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تک کو نہ بخشا

جماعتِ اسلامی کے سوا باقی سب طریقے غلط ہیں

"حنفی، سُنّی، دیوبندی، اہلحدیث، بریلوی، شیعہ وغیرہ جہالت کی پیداوار ہیں"
(خطباتِ مودودی ص ۱۲۸)

ایک جگہ پوری اُمت کی تخریب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہمارا ایمان ہے کہ اس ایک دعوت اور طریقِ کار کے علاوہ دوسری تمام دعوتیں اور طریقہائے کار سراسر باطل ہیں" (ترجمان القرآن جلد ۲۶ عدد ۳ ص ۱۱۱)

یعنی جماعتِ اسلامی کے طریق کے سوا باقی سب طریقہائے کار باطل اور غلط ہیں۔

عہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت سارہ کو بہن کہنا اور اسکا پورا قصہ ۱۲ منہ

جماعتِ اسلامی کیا چاہتی ہے؟

تخریب ہی تخریب

اپنے طریقِ کار کی خود وضاحت فرماتے ہیں :

"تخریبی تنقید کے بغیر وہ اُلفت و شیفتگی دور نہیں کیجا سکتی جو لوگوں کو رائج الوقت تخیلات اور طریقہائے عمل سے طبعی طور پر ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا تخریب کے بغیر یا ناکافی تخریب کے ساتھ نئی تعمیر کا نقشہ پیش کر دینا سراسر نادانی ہے"

(ترجمان القرآن جلد ۱۴ عدد ۲ ص ۱۳۲)

کیا اتنی واضح اور صریح عبارت کے بعد کسی کو اس میں کوئی شبہ باقی رہ سکتا ہے کہ جماعتِ اسلامی کیا چاہتی ہے؟ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ان کی تمام تر مساعی اور تگ و دو کا مطلب صرف یہ ہے کہ پوری اُمت کی تخریب کے بعد اپنے جدید اسلام کی نئی تعمیر کریں۔

مذہب مودودی

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :

"میں نہ مسلک اہلِ حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت ہی کا پابند ہوں" (رسائل و مسائل جلد ۱ ص ۲۳۵)

اب قابلِ دریافت یہ امر ہے کہ پھر آپ کیا ہیں؟ تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہلِ حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلافِ انظار کے پیشِ نظر پانچ مکاتبِ فکر قائم ہو گئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہلِ حدیث۔ اس زمانے سے لیکر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا۔ مگر اب چودہ سو سال کے بعد یہ جدید حق معرضِ وجود میں آیا جو اُن پانچوں میں کسی کے ساتھ وابستہ نہیں بلکہ ان پانچوں کی تخریب کرتا ہے۔ اپنے سوا تمام تر نظریات اور مسلمانوں کی جملہ جماعتوں کے خیالات اور طریقہائے کار کو باطل بتاتا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اس جدید اسلام کے اصول و فروع، قواعد و ضوابط، آئین اور دستور، کتب و مصنفین، تعلیم و تعلم کے مدارس و مکاتب اور اس اسلام کے حامل و محافظ رجال چودہ سو سال تک کہاں تھے؟ اس سے قبل دُنیا میں مکاتب و مدارس، تصانیف اور اصول و ضوابط اور پورا نظامِ اسلام تو ان لوگوں کے ہاتھ میں رہا جو (معاذ اللہ) سراسر غلطی پر تھے، تو ایسے اسلام پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے؟

جسکا چودہ سو سال تک کوئی صحیح محافظ پیدا ہی نہیں ہوا اور اسکے اصول وضوابط، مدارس و مکاتب، تصانیف وعلماء وجود ہی میں نہیں آئے۔ اب جدید اسلام کی تدوین کے صرف دو ہی راستے ہوسکتے ہیں، ایک یہ کہ یہ جدید اسلام حقیقت میں تجدید ہے اس قدیم اسلام کی جو چودہ سو سال قبل اس دنیا میں آیا تھا تو اس پر یہ اشکال ہوگا کہ مودودی صاحب کو چودہ سو سال قبل کے اسلام کا علم کیسے ہوا؟ جبکہ اس کو سمجھنے والا کوئی دنیا میں گزرا ہی نہیں، دوسرا راستہ یہ ہوسکتا ہے کہ بالکل ہی جدید اسلام مدون کیا جائے جو پہلے کبھی وجود میں نہ آیا ہو تو اسمیں کوئی اشکال نہیں مگر یاد رہے کہ ایسے جدید اسلام کی کتنی عالیشان تعمیرات کو قدیم اسلام کے معمار نے کھنڈروں میں تبدیل کر دیا ہے ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد　　ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

تقلید گناہ سے بھی بدتر ہے

ایک اور تخریبی فتویٰ سُنیئے:

"میرے نزدیک صاحبِ علم آدمی کے لئے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز ہے"۔ (رسائل ومسائل جلد ۱ ص۲۴۴)

اس سے قبل ص۲۴ پر وضاحت کی ہے کہ اہلحدیث بھی مقلد ہیں، غور فرمائیے کہ پوری اُمت کے محدثین، ائمۂ دین، مصنفین، فقہاء، علماء، صوفیا اور بزرگانِ دین جنہیں اہلِ حدیث بھی داخل ہیں یہ سب کے سب گناہ سے بھی شدید تر چیز میں مبتلا رہے ہیں بلکہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی کم علم والے حضرات زیادہ علم والوں کی تقلید کیا کرتے تھے تو انکے نزدیک (معاذ اللہ) وہ بھی مسلمان نہیں گناہ سے شدید تر تو صرف کفر ہی ہوسکتا ہے۔ تعجب ہے کہ یہاں صراحۃً کفر کا فتویٰ لگانے کی جرأت کیوں نہ ہوئی؟ جبکہ کئی دوسرے مواضع میں اسکی تصریح کر رہے ہیں کہ ان کے سوا دُنیا میں کوئی مسلمان نہیں۔

جدید اسلام کی تعمیر

پوری اُمت مسلمہ کی تخریب کے بعد اب جدید اسلام کی تعمیر ملاحظہ ہو:

"اسلام بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امیر کے نہیں"(جماعتِ اسلامی کا پہلا اجتماع ص۱۷)

لہٰذا جب تک آپ جماعتِ اسلامی میں داخل نہیں ہو جاتے مسلمان نہیں ہوسکتے، اسلام بغیر جماعت کے نہیں، اور جماعت بغیر امیر کے نہیں، تیسرا مقدمہ محذوف منوی ہے جیسے بیرونی

لوگوں کی بہ نسبت ارکان دولت زیادہ جانتے ہیں۔ اب آگے امیر کا مقام سنیئے۔

امیر کا مقام

فرماتے ہیں:

"بعض مقامی جماعتوں کے ارکان مقامی امیر کو صدر انجمن سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں دیتے ان کو سمجھ لینا چاہیئے کہ جب انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو اہل تر سمجھ کر صاحب امر منتخب کیا ہے تو ان پر واجب ہے کہ معروف میں اس کی اطاعت کریں اور اُس کی نافرمانی کو گناہ جانیں"

(ترجمان جلد ۲۶ عدد ۳ ص ۱۲۵)

جماعت اسلامی کے دستور میں بھی یہ دفعہ موجود ہے کہ "امور شرعیہ میں امیر کی رائے واجب القبول ہے" خیال فرمائیے کہ کسی صحابی یا امام کی تقلید تو گناہ کبیرہ بلکہ کفر ہے اور امیر جماعت اسلامی کی تقلید فرض ہے ان کے دستور میں ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ "سوائے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے اور کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔" اوّلاً تو توہین کی غرض سے تقلید کو ذہنی غلامی سے تعبیر کر رہے ہیں حالانکہ غلامی اور تقلید میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ثانیاً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تنقید سے بلند سمجھنا اور ان کی تقلید جائز نہیں مگر امیر جماعت پر تنقید کی اجازت نہیں، اس کی اطاعت ضروری، تقلید فرض اور نافرمانی گناہ ہے اسکا جواب اور جواب الجواب اس تحریر کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

تقلید اور غلامی میں فرق

غلامی میں اطاعت کا تعلق مالک کی ذات کے ساتھ متعلق ہوتا ہے خواہ اس میں کوئی بھی صفت کمال نہ ہو بہر حال اسکا ہر حکم غلام کے لئے واجب العمل ہوتا ہے اس کے برعکس تقلید کمال علم و فضل کی بناء پر ہوتی ہے۔ نیز غلامی میں امر و نہی کا صدور مالک کی طرف سے سمجھا جاتا ہے بخلاف تقلید کے کہ اسمیں حکم کا صدور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اسکا ظہور مجتہدین سے ہوتا ہے یعنی مجتہد خود حکم نہیں دے رہا بلکہ حکم شریعت کا ناقل ہے

حکمت عملی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی مصلحت کی بناء پر محض اپنی رائے سے حکم خداوندی کے

بدلنے کے مجاز نہیں مگر امیر صاحب حکمتِ عملی کے عنوان سے دین میں مستقل باب کا اضافہ کر کے قرآن وحدیث کے جس حکم کو چاہیں بدل سکتے ہیں۔ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر سکتے ہیں چنانچہ کسی مقدس شخصیت یا مقدس مکان سے ملابست کی وجہ سے کسی چیز کو مقدس سمجھنا ان کے ہاں شرک ہے مگر پاکستان میں بننے والا غلافِ کعبہ جسے ابھی ملابست کا شرف حاصل ہی نہیں ہوا تھا اسے حکمتِ عملی کے تحت جماعت اسلامی کے ذمہ داروں کی نگرانی میں لوگوں نے سجدے کئے۔ حکمتِ عملی نے شرک جیسے جرم کو بھی جائز بنا دیا، اس کی پاداش بھی دُنیا ہی میں مل گئی کہ وہ غلاف ملابستِ کعبہ سے محروم ہی رہا۔ حکومت سعودیہ کو دین کے ساتھ اس استہزار کا علم ہوا تو خانۂ کعبہ پر یہ غلاف چڑھانے سے روک دیا۔ مودودی صاحب کی ساری کوششوں پر پانی پھر گیا اور فرح وسرور، رنج وغم سے بدل گیا۔ اسی طرح مودودی صاحب "انتخابی جدوجہد" ص۳۲ پر فرماتے ہیں:

"صدر مملکت مرد ہونا چاہیئے چونکہ قرآن کہتا ہے الرجال قوامون علی النساء"

اور ترجمان القرآن میں فرماتے ہیں:

"از روئے احادیثِ نبوی، سیاست اور ملک داری عورت کے دائرہ عمل سے خارج ہے"

(ترجمان القرآن ص۱۱ بابت ستمبر سنہ ۱۹۵۲ء)

مودودی صاحب نے عورت کے صدر مملکت نہ ہو سکنے سے متعلق قرآن وحدیث کی خود صراحت نقل کر کے سنہ ۱۹۶۵ء کے صدارتی انتخابات میں فاطمہ جناح کی حمایت کی، اور حکمت عملی کے خانہ ساز قانون کے تحت قرآن وحدیث کے صریح قانون کی مخالفت کی۔

اوپر ہم پوری اُمت کی تخریب کے عزائم سے متعلق صریح عبارات پیش کر چکے ہیں، اب اس کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

① مودودی صاحب اور ارکانِ اسلام

پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ عبادات دین میں اصل مقصود ہیں اور حکومتِ اسلامیہ اس مقصود کی تحصیل کا ذریعہ ہے مگر مودودی صاحب اس اجماعی عقیدہ کے بالکل برعکس اسکے قائل ہیں کہ دین کا اصل مقصد حکومتِ اسلامی قائم کرنا ہے اور عبادات سب کی سب اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں (خطبات ص۲۲۷) اِس

انوکھی تحقیق کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اسلامی حکومت قائم ہو جانے کے بعد نماز روزہ وغیرہ عبادات کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب مقصد پورا ہو گیا تو ذرائع کی کیا حاجت؟

② مودودی صاحب اور مرکز اسلام

مودودی صاحب کعبۃ اللہ کے خدام کو بنارس اور ہردوار کے پنڈت سمجھتے ہیں۔
(خطبات مودودی ص۳)

③ مودودی صاحب اور ڈاڑھی

ڈاڑھی سے متعلق حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ "بڑھاؤ" اور پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ ڈاڑھی ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے مگر مودودی صاحب نے ڈاڑھی کٹوانے کے جواز کا فتویٰ دیکر پوری اُمت کی تخریب کی اس سے بھی بڑھ کر یہ فرمانے کی جرأت کر رہے ہیں کہ حدیث میں صرف ڈاڑھی رکھنے کا حکم ہے۔ جتنی بھی رکھ لی جائے حدیث پر عمل ہو جائے گا، یہ دیدہ و دانستہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر کھلا ہوا بہتان ہے۔ کسی حدیث میں بھی یہ نہیں کہ ڈاڑھی رکھو جتنی بھی ہو، بلکہ احادیث میں "ڈاڑھی بڑھاؤ، چھوڑ دو، زیادہ کرو" جیسے الفاظ ہیں۔ کتنی جرأت ہے کہ من کذب علیّ متعمدًا فلیتبوأ مقعدہ من النار "جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا اُسکا ٹھکانہ جہنم ہے" کی بھی پرواہ نہ کی۔

④ مودودی صاحب اور زکوٰۃ

زکوٰۃ اور صدقات کے بارے میں قرآن مجید کا حکم ہے کہ فقراء اور مساکین کو مالک بناؤ اور اس پر پوری اُمت کا اجماع ہے کہ بغیر تملیک فقیر کے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ ادا نہیں ہونگے مگر مودودی صاحب پوری اُمت کے خلاف فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور چرمِ قربانی کی رقم ہمارے قبضہ میں آجانا کافی ہے۔ آگے خواہ اس سے ہم شفاخانے چلائیں یا ڈاکٹروں کو تنخواہ دیں یا گاڑیاں خریدیں یا تعمیرات پر صرف کریں یا الیکشن لڑیں۔ مگر واضح رہے کہ اس طرح نہ صدقۂ فطر ادا ہو گا، نہ کسی کی زکوٰۃ ادا ہو گی نہ چرمِ قربانی کی رقم کا تصدقِ واجب ادا ہو گا۔

---

[۱] رسائل و مسائل حصہ اوّل صفحہ ۱۸۵ - ۱۸۶

⑤ مودودی صاحب اور جمع بین الاختین

دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کی حرمت قرآنِ کریم میں مصرح ہے اور اس منصوص قرآنی پر پوری اُمت کا اجماع ہے مگر مودودی صاحب اور انکے مقلدین جو تخریب اُمت کے بہانے تلاش کرنے میں مہارت رکھتے ہیں ان کو اس مسئلہ میں کوئی بہانہ ہاتھ نہ آیا تو ایک مفروضہ خود گھڑ کر بصورت استفتاء پیش کیا کہ بھاولپور میں دو لڑکیاں جڑواں ہیں اُن کے نکاح کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ اسکے جواب میں مودودی صاحب قرآن کریم کے صریح حکم اور اجماع اُمت کے خلاف ان دونوں بہنوں کے ایک ہی مرد سے نکاح کے جواز کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں (ترجمان القرآن نومبر ۱۹۵۳ء صـ ۱۳۶) حالانکہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ بھاولپور میں ایسی لڑکیاں نہیں ہیں۔

⑥ مودودی صاحب اور متعہ

متعہ کی حرمت پر قرآنِ حکیم کی نصوص صریحہ موجود ہیں اور اُمت کا اجماع ہے بلکہ محققین کا نظریہ تو یہ ہے کہ اسلام میں متعہ مروّجہ ایک آن کے لئے بھی حلال نہیں ہوا، مکہ میں نازل شدہ صریح آیات کیخلاف مدینہ پہنچکر اجازت کیسے مل گئی؟ جن احادیث سے عارضی طور چند ایام کے لئے جواز مفہوم ہوتا ہے ان سے متعہ مروجہ مراد نہیں بلکہ نکاح بمہر قلیل باضمار نیت فرقت مراد ہے۔ یہ اجازت بھی بعد میں منسوخ ہو گئی۔ بہر کیف حقیقت کچھ بھی ہو اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ متعہ قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا ہے مگر پوری اُمت اور نصوصِ قرآنیہ کے خلاف مودودی صاحب نے ترجمان القرآن بابت اگست سنہ ۱۹۵۵ء میں بوقت ضرورت جواز متعہ کا فتویٰ شائع فرما دیا، پھر جب اس پر چاروں طرف سے لے دے شروع ہوئی تو فرماتے ہیں کہ میں نے تو شیعہ کو یہ مشورہ دیا تھا، حالانکہ ہر شخص مودودی صاحب کا پہلا مضمون دیکھ کر یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ انھوں نے یہ مضمون اہلِ سنت اور شیعہ کے درمیان محاکمہ کے طور پر تحریر کیا ہے۔ راقم الحروف کے علم میں جماعتِ اسلامی کے ایسے لوگ ہیں جو مودودی صاحب کے پیشتر ابدلنے سے قبل بالاجماع حرام متعہ کا بعض ائمہ سے جواز ثابت کرنے میں مصروف تھے۔

⑦ مودودی صاحب اور دجال

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے قبل خروج دجال کی پیشگوئی فرمائی ہے اس

پیشگوئی کے صدق پر پوری اُمت کا اجماع ہے کسی مسلمان کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صدق میں شبہ تو کیا وہ اسکا وسوسہ لانے کو بھی کفر سمجھتا ہے مگر مودودی صاحب کی شوق تخریب میں دریدہ دہنی ملاحظہ فرمائیں۔

رسائل و مسائل صفحہ ۵۵ تا ۵۷ میں مزاحیہ انداز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی تکذیب کی ہے، ذرا اس مجددِ اسلام کی قوت استدلال کا بھی اندازہ لگائیں رسائل و مسائل میں فرماتے ہیں کہ ساڑھے تیرہ سو سال گزرنے پر بھی دجّال ظاہر نہیں ہوا اس سے اسکی حقیقت واضح ہو گئی۔ سبحان اللہ، کیسی دلیل ہے، اگر شیطان نے یہی دلیل انکار قیامت سے متعلق بھی القاء کر دی تو مودودی صاحب فرمانے لگیں گے کہ دیکھا چودہ سو سال گزرنے پر بھی قیامت نہیں آئی، اس سے ثابت ہوا کہ قیامت کا خیال محض افسانہ ہے اور آیت "اقتربت الساعۃ" انہی افسانہ نویسوں کا اختراع ہے۔

⑧ مودودی صاحب اور تقیّہ

مودودی صاحب نے تقیّہ میں حیرت انگیز کردار ادا کیا کہ لفظ تقیّہ میں بھی تقیّہ سے کام لیکر اس کے لئے "حکمتِ عملی" کی جدید اصطلاح وضع کی پھر جوازِ تقیّہ پر استدلال کے لئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر افترا باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ ترجمان القرآن بابت دسمبر سنہ ۱۹۵۶ء میں حکمتِ عملی (تقیّہ) کا ثبوت یوں پیش کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکمتِ عملی (تقیّہ) کے تحت قرآنی مساوات کے خلاف "الائمۃ من القریش" کا فیصلہ فرمایا،

غور طلب

مندرجہ ذیل عقائد مذہب شیعہ کا شعار اور مابہ الامتیاز ہیں:

(۱) تحریفِ قرآن
(۲) بغضِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
(۳) سلف صالحین کو گمراہ قرار دینا اور ان کو ہدفِ ملامت بنانا
(۴) متعہ
(۵) تقیّہ

مودودی صاحب ان پانچوں عقائد میں شیعہ سے متفق ہیں۔ مودودی صاحب کی عبارت سے ان کا عقیدۂ تحریف قرآن معنوی صراحۃً اور تحریف لفظی لزوماً ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں، مسئلہ متعہ پر چاروں طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی تو تقیۃً اسے گول کر دیا اور تقیہ میں بھی یوں تقیہ کیا کہ اسکا نام بدلکر حکمت عملی رکھدیا۔ شیعہ مذہب میں تقیہ اسلام کا اتنا ضروری رکن ہے کہ بدون تقیہ اسلام قبول نہیں، اسی لئے مسلمان امام کے پیچھے صف اوّل میں شیعہ کا نماز پڑھنا ثواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے کے برابر ہے جب اسی قسم کے پکے تقیہ باز شیعہ ۳۱۳ ہو جائیں گے تو امام مہدی غار سے نکلیں گے۔

(حوالجات بندہ کے رسالہ حقیقتِ شیعہ میں ملاحظہ فرمائیں)

مودودی صاحب کے عقائدِ بالا کو دیکھکر یہ شبہہ ہوتا ہے کہ کہیں آپ بھی ان ۳۱۳ میں سے تو نہیں، بعض قابلِ اعتماد ذرائع سے انکشاف ہوا ہے کہ مودودی صاحب کی کتاب "خلافت و ملوکیت" مشہور شیعہ مطہر علی کی عربی کتاب "منہاج الکرامۃ و معرفۃ الامامۃ" کا ترجمہ ہے۔

مودودی صاحب شیعہ رہنماؤں کی نظر میں

(۱) شیعہ ماہنامہ پیام عمل لاہور دسمبر ۱۹۶۳ء میں عنوان "کیا صحابہ معیارِ حق ہیں" کے تحت دستور جماعتِ اسلامی کی وہ دفعہ جس میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معیار حق نہ ہونیکا بیان ہے پیش کر کے لکھا ہے:

"یہی تو ہم بھی کہتے ہیں اور یہی ہمارا سب سے بڑا جرم سمجھا جاتا ہے۔" (پیام عمل ص۱۱)

پھر عنوان "صحابہ مرجع نہیں" کے تحت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق مودودی صاحب کی ایک عبارت ترجمان القرآن نومبر سنہ ۱۹۶۳ء سے نقل کر کے لکھا ہے:

"پھر شیعہ کیوں قابلِ گردن زدنی سمجھے جاتے ہیں۔" (پیام عمل)

(۲) تہران میں شیعہ ادارے مودودی صاحب کی کتابوں کے فارسی تراجم چھاپ رہے ہیں۔

(۳) خمینی کا علانیہ کفر، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے انتہائی بغض و عداوت اور انکی شان میں بہت سخت گستاخیاں کسی پر مخفی نہیں، وہ اپنی کفریات کو بذریعہ تقیہ چھپا نہیں رہا بلکہ اپنی کتابوں کے ذریعہ دنیا بھر میں شائع کر رہا ہے۔

ایسے زندیق کے ساتھ مودودی صاحب کی دلی محبت، گہری دوستی اور بہت مستحکم روابط و تعلقات

بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، خود ان کے صاحبزادے اور جماعت کے دوسرے رہنما انکی باہم گہری دوستی کو بہت فخر سے بیان کرتے ہیں، اخباروں اور مستقل کتابوں کے ذریعہ خوب اچھال رہے ہیں، یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں اور دنیا بھر میں ایسی مسلم و مشہور ہے کہ اس کے اثبات کے لئے شواہد پیش کرنے کی کوئی حاجت نہیں، تاہم عالم دنیا سے بے خبر حضرات کے لئے مودودی صاحب کے صاحبزادے ڈاکٹر احمد فاروق کی شہادت نقل کی جاتی ہے:

"سب سے پہلے مجھے ایران کے سفیر کا فون موصول ہوا تھا، انھوں نے پیشکش کی تھی کہ وہ میت کو لاہور پہنچانے کے تمام انتظامات کرنے کو تیار ہیں، ہم علامہ خمینی، ایرانی سفیر اور ایرانی عوام کے شکر گزار ہیں، علامہ خمینی کے ساتھ مولانا مودودی کے دیرینہ تعلقات تھے، علامہ خمینی نے ۱۹۵۰ء میں مولانا مرحوم کی متعدد کتابوں کا فارسی ترجمہ کرکے انھیں اپنے مدرسہ کے نصاب میں شامل کیا تھا، ۱۹۶۳ء میں انھوں نے حج کے موقع پر مکہ میں مولانا مرحوم سے ملاقات کی، اگر ایرانی سفیر کا تعاون حاصل کرلیا جاتا تو تہران میں نماز جنازہ ہوتی جس میں علامہ خمینی بھی شرکت کرتے" (روزنامہ جنگ، ۲۸ ستمبر ۱۹۷۹ء)

مزید سنسنی خیز انکشافات کتب ذیل میں دیکھئے:

(۱) الشقیقان، المودودی والخمینی، المجلس العالمی لصیانۃ الاسلام کراتشی الباکستان۔
(۲) دو بھائی، ابو الاعلیٰ مودودی اور امام خمینی، عالمی مجلس تحفظ اسلام کراچی پاکستان۔
(۳) سفرنامہ ایران، سید اسعد گیلانی مکتبہ اردو ڈائجسٹ۔
(۴) انقلاب ایران، سید اسعد گیلانی۔

مودودی صاحب اور اعتزال

اہل سنت کے تمام مسالک اس پر متفق ہیں کہ ایمان اور کفر کے درمیان کوئی درجہ نہیں۔ ہر انسان یا مسلمان ہوگا یا کافر۔ اہل سنت کے خلاف صرف معتزلہ اسکے قائل ہیں کہ انسان ایمان اور کفر کے درمیان معلق بھی ہوسکتا ہے بعینہ یہی عقیدہ مودودی صاحب کا ہے، چنانچہ آپ نے لاہوری مرزائیوں کو بھی ایمان اور کفر کے درمیان لٹکا رکھا ہے جبکہ تمام اہل سنت کے علاوہ اہل بدعت اور شیعہ تک بھی ان کے کفر پر متفق ہیں۔

_____ مودودی صاحب کی تحریر کا عکس آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مودودی صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر پڑھ کر فیصلہ کیجئے

کہ یہ اہلِ سنّت ہیں یا معتزلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۲۵۰۰۷

جماعت اسلامی پاکستان

۵-اے ذیلدار پارک اچھرہ لاہور

حوالہ 227/7
تاریخ 9.1.68

محترمی و مکرمی　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا۔ مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر و اسلام کے درمیان معلّق ہے۔ یہ نہ ایک متنبی نبوت سے بالکل برائت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اس کے افراد کو مسلمان قرار دیا جا سکے۔ نہ اس کی نبوت کا صاف اقرار ہی کرتی ہے کہ اس کی تکفیر کی جا سکے۔

خاکسار
غلام علی
معاون خصوصی مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی

یہ جواب میری ہدایات کے مطابق ہے

ابو الاعلیٰ

کیا مودودی صاحب مذہبِ اہلِ سنّت پر ہیں؟

اللہ تعالیٰ سورۂ حشر میں مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذکرِ خیر کے بعد آئندہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کا حال بیان فرماتے ہیں کہ "وہ اپنے اسلاف کے لئے دعاءِ مغفرت اور اُن کے ساتھ بغض سے حفاظت کی دُعاء کرتے ہیں" اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو کہ "میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے بعد اُن پر طعن نہ کرو، کیونکہ جس نے اُن سے محبت کی میری محبت کی وجہ سے کی، اور جس نے اُن سے بُغض رکھا میرے بُغض کی وجہ سے رکھا، اور جس نے اُن کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی، اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچائی وہ اس کی گرفت سے بعید نہیں، (جمع الفوائد، ص ۱۹۴ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ جب تم میرے صحابہ کو بُرا کہنے والوں کو دیکھو تو تم یوں کہو کہ تمھارے بُرے پر اللہ کی لعنت، (ترمذی ص ۵۴۹ ج ۲)

تفسیر قرطبی سورۃ الفتح میں یہ حدیث منقول ہے کہ جس نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہا اس پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت نہ ہی اُن کی توبہ قبول فرمائیں گے اور نہ فدیہ اھ، ان ارشادات اور اسی مضمون کی اور بہت سی آیات واحادیث کی بناء پر تمام اہلِ سنت کا اجماع ہے کہ سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ محبت فرض ہے، اور ان میں سے کسی ایک کو بھی بُرا کہنے والے کا ایمان خطرہ میں ہے، چند تصریحات ملاحظہ ہوں:۔

(۱) شرح عقائد نسفی میں اسلام کا ایک عقیدہ یہ بھی لکھا ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر بجز خیر کے نہ کرے،

(۲) علامہ سید جرجانی فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم اور اُن پر اعتراض سے احتراز واجب ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے مقامات میں اُن کی مدح وثناء فرمائی ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے محبت فرماتے تھے، اور آپ نے بہت سی احادیث میں اُن کی تعریف فرمائی ہے، (شرح مواقف مقصد سابع)

(۳) علامہ سفارینی رحمہ اللہ تعالیٰ "الدرۃ المضیئۃ" اور اس کی شرح "لوامع الانوار البہیۃ" میں فرماتے ہیں کہ اہلِ سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ ہر شخص پر تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پاک صاف سمجھنا اور اُن پر اعتراض سے بچنا اور اُن کی تعریف کرنا فرض ہے، اور یہ پوری امت کا مذہب ہے، (شرح عقیدۂ سفارینی ص ۳۳۸ ج ۲)

④ علامہ سفارینی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ایک اور مقام میں فرماتے ہیں، اہلِ حق کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت رکھنا اور ان کے آپس میں جو واقعات پیش آئے ان کو لکھنے پڑھنے پڑھانے، سننے اور سنانے سے احتراز کرنا، اور اُن کے محاسن کا ذکر، اُن سے رضامندی کا اظہار، اُن سے محبت رکھنا اور اُن پر اعتراض سے بچنا فرض ہے، (شرح عقیدۂ سفارینی ص ۳۸۶ ج ۲)

⑤ امام ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اہلِ سنت کا عقیدہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو وجوباً پاک صاف سمجھنا، اُن پر اعتراض سے بچنا اور اُن کی تعریف کرنا ہے (مسایرہ، ص ۱۳۲)

⑥ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاذ امام ابوزرعہ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جب کسی کو کسی بھی صحابی کی تنقیص کرتے دیکھو تو یقین کرلو کہ یہ زندیق ہے، اس لئے کہ قرآن، حدیث اور پورا دین ہم تک صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واسطہ سے پہنچا ہے، پس جو صحابہ پر تنقید کرتا ہے وہ پورے دین کو باطل کرنا چاہتا ہے، لہٰذا اس پر گمراہی اور زندقہ کا حکم لگانا عین حق ہے (شرح عقیدہ سفارینی، ص ۳۸۹ ج ۲)

⑦ امام ابن صلاح رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، قرآن، حدیث اور اجماعِ امت سے یہ امر طے شدہ ہے کہ کسی صحابی کی پاکیزگی کے بارے میں سوال کی بھی گنجائش نہیں (علوم الحدیث ص ۲۶۴)

⑧ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اہلِ سنت کے بنیادی عقائد میں سے اپنے دلوں اور زبانوں کو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں صاف رکھنا ہے (شرح عقیدۂ واسطیہ ص ۴۰۳)

⑨ حافظ ابن تیمیہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں، کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کوئی برائی بیان کرے، یا کسی ایک پر کسی عیب کا الزام لگائے، جو ایسا کرے اس کو سزا دینا واجب ہے، لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برائی کرتے ہیں، جو شخص صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی برائی کرے اس کے اسلام کو مشکوک سمجھو، (الصارم المسلول)

⑩ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کے قلب میں کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض ہو وہ حکمِ الٰہی وَالَّذِيْنَ مَعَهُ (الیٰ قولہ) لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ کی زد میں ہے، اور فرمایا کہ ان لوگوں کا اصل مقصد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص تو ہے ہی، مگر اس کی جرأت نہ ہوئی تو آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تنقیص کرکے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جس کے صحابہ ایسے ویسے ہیں وہ خود بھی ایسے ہی ہوں گے، (الصارم المسلول)

(۱۱) ابراہیم بن میسرہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کو کبھی کسی کو خود مارتے نہیں دیکھا، مگر ایک شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا کہا تو اس کو انھوں نے خود کوڑے لگائے۔ (الصارم المسلول)

(۱۲) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بُغض رکھے یا اُن میں سے کسی ایک کی بُرائی کرے اس کے لئے عذابِ الیم ہے، جو اُن حضرات کو بُرا کہتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے راضی ہونے کا اعلان فرمایا ہو اُن کو قرآن پر ایمان سے کیا واسطہ؟ (تفسیر ابن کثیر)

(۱۳) امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے کسی ایک صحابی کی بھی بُرائی کی خواہ وہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ ہوں یا معاویہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تو اگر وہ یہ کہے کہ یہ حضرات گمراہی یا کفر پر تھے تو اس کو قتل کیا جائے گا، اور اگر اس کے سوا کوئی اور بُرائی کی تو اس کو بہت سخت سزا دی جائیگی۔ (مکتوبات امام ربانی ۲۵۱/۱ ص ۳۱۵ دفتر اول)

(۱۴) امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، یقین کیجئے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بُرائی کرنا حرام ہے، اور بہت بڑا گناہ ہے، اور ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس کو قتل نہ کیا جائے بلکہ سزا دی جائے، اور بعض مالکیہ فرماتے ہیں کہ قتل کیا جائے (نووی علی المسلم، ص ۳۱۰ ج ۲)

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے کسی ایک کی بُرائی کرنے والے کے لئے احناف بھی قتل کا حکم دیتے ہیں،

مندرجہ بالا تصریحات کے بعد کسی بھی انصاف پسند کو اس فیصلہ میں کوئی تردد نہیں رہ سکتا کہ مودودی صاحب اہلِ سنت میں سے نہیں، نیز یہ بھی فیصلہ کر سکتا ہے کہ شرعی عدالت میں اُن کی سزا کیا ہے؟

مودودی صاحب سے صرف دو سوال

ہم آخر میں مودودی صاحب سے صرف دو سوالوں کا جواب چاہتے ہیں۔

(۱) آپ کا طریقِ فکر، اصولِ روایت اور جدید اسلام کے قواعد و ضوابط اور اس طریق کے محافظ و حامل رجال کا سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی نشاندہی فرمائیں کہ کون کونسی کتب، علماء، مدارس اور کونسی فقہ آپ کے خیالات کی ترجمانی کر رہی ہے؟ اگر یہ دعویٰ کریں کہ ہمنے یہ نظریات کتابوں سے لئے ہیں تو یہ اصول مشاہد و مسلم اور

متفق علیہ ہے کہ دنیا کا کوئی فن بھی ماہرین فن کی صحبت اور تربیت کے بغیر صرف مطالعۂ کتب سے حاصل نہیں ہوسکتا تو دین کا فہم اس اصول سے کیوں مستثنیٰ ہے؟ اور اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو جس اسلام کے قواعد وضوابط کی تدوین و تشریح چودہ سو سال تک نہ ہوسکی وہ کیسے قابلِ اعتماد ہوسکتا ہے؟

(۲) جب کسی صحابی کی تقلید بھی جائز نہیں بلکہ گناہ سے شدید تر ہے تو آپ اپنی اطاعت اور تقلید کیوں واجب قرار دے رہے ہیں؟

ممکن ہے کہ کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ صرف اُمورِ انتظامیہ میں امیر کی اطاعت لازم ہے اس لئے کہ اس کے سوا نظم چل ہی نہیں سکتا تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہی علت تقلید میں بھی موجود ہے ہوا پرستی کے دور میں ہر مدعی علم کو اگر اجتہاد کی اجازت دیدی جائے تو سارا دین منہدم ہوجائیگا

اب نمبروار سوالات کے جوابات ملاحظہ ہوں:

(۱) جماعتِ اسلامی اہلِ سُنت سے خارج ہے اور اپنے مخصوص عقائد کی وجہ سے عام مسلمانوں سے الگ ایک مستقل فرقہ ہے۔

(۲) ان کے ساتھ کسی قسم کا تعاون جائز نہیں۔

(۳) ان میں رشتے کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ نکاح صحیح ہوجائے گا۔

(۴) ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں، اگر کسی مسجد میں اس عقیدہ کا امام ہو تو بااثر حضرات پر اسے علیحدہ کرنے کی کوشش کرنا فرض ہے، اگر مسجد کی منتظمہ امام بدلنے پر تیار نہ ہو تو اہلِ محلہ پر فرض ہے کہ ایسی منتظمہ کو برطرف کرکے دوسری صحیح العقیدہ منتظمہ منتخب کریں۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھیں اور ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھیں

اللهم اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین آمین

۲۸ صفر سنہ ۱۳۸۶ھ

معذرت

مَیں نے اس مضمون پر نظرِ ثانی کے وقت چاہا کہ مودودی صاحب کی تصنیف کو کچھ مزید دیکھ لیا جائے، مگر جیسے دیکھنا شروع کیا تو خرافات کے اتنے بڑے انبار نظر آئے کہ ہر ایک میں سے بطورِ نمونہ بھی کچھ تھوڑا سا حصہ نقل کیا جائے تو اس کے لئے کئی ضخیم جلدوں کی ضرورت پڑے گی، اس لئے آگے دیکھنے کی ہمت نہ ہوئی ❖

جماعت اسلامی
کے افراد کے لئے لمحۂ فکریّہ
(۱) کیا جماعت میں داخل ہونے سے پہلے
بھی حضرات صحابۂ کرام بالخصوص حضرت عثمان اور
حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق آپ کو یہ
بدظنی تھی جو اَب ہے ——— ؟
(۲) علماءِ اُمت کے بارے میں جو بدگمانی آپ کو اَب ہے
کیا وہ جماعت میں داخل ہونے سے پہلے بھی تھی ——— ؟
(۳) کیا آپ جماعتِ اسلامی کے سوا مسلمانوں کے سب مسالک
کو پہلے بھی غلط سمجھتے تھے ——— ؟
اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہوگا تو انصاف
سے بتائیے کہ کیا جماعتِ اسلامی عام مسلمانوں سے الگ ایک
نیا مستقل مذہب نہیں جس کا پہلے کوئی وجود نہ تھا؟ اور کیا آپ
خود بھی اپنے کو عام مسلمانوں سے الگ نہیں سمجھ رہے —؟
اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر نئے مذہب کے فتنے سے محفوظ
رکھیں اور اپنے قدیم دین پر قائم رکھیں۔ آمین
رشید احمد
۶ر ذی قعدہ سنہ ۹۶ ہجری
تذبۂ فاروق

فہرست مواعظ ورسائل

فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

ارشاد الرشید
رسائل الرشید
جواہر الرشید
باب العبر
اللہ کے باغی مسلمان
ہر پریشانی کا علاج
شرعی پردہ
ایمان کی کسوٹی
زندگی کا گوشوارہ
صراط مستقیم
مراقبۂ موت
جامعۃ الرشید
قربانی کی حقیقت
گلستان دل
محبت الٰہیہ
دینداری کے تقاضے
نمازوں کے بعد دعاء
حقیقت شیعہ

جشن آزادی
ٹی وی کا زہر
منکرات محرم
جہاد
سات مسائل
رمضان ماہ محبت
مسجد کی عظمت
ایٹمی دھماکہ
وصیت نامے
مسلم خوابیدہ
ترک گناہ
حفاظت نظر
استشارہ واستخارہ
استقامت
غیبت پر عذاب
مسلح پہرہ اور توکل
مصافحہ ومعانقہ
فتنہ انکار حدیث

شرعی لباس
پردۂ شرعی
طریقۂ مسح وتیمم
سیاسی فتنے
شادی مبارک
سیاست اسلامیہ
حقوق القرآن
ربیع الاول میں جوش محبت
وقت کی قیمت
اطاعت امیر
مدارس کی ترقی کا راز
چندہ کے مروجہ طریقے
گانے جانے کی حرمت
آپ بیتی
ذکری فرقہ
عیسائیت پسند مسلمان
مدنی دعوت وتبلیغ کا نقشہ
بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا

انوار رشید (حالات وارشادات)
تبلیغ کی شرعی حیثیت اور حدود
تبلیغی جماعت اور انچاس کروڑ کا ثواب
زحمت کو رحمت میں بدلنے کا نسخۂ اکسیر
مسلح جہاد کے بغیر تکمیل تبلیغ ممکن نہیں
علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟
بدعات مروجہ اور رسوم باطلہ
سود خور سے اللہ اور رسول ﷺ کا اعلان جنگ
مودودی صاحب اور تخریب اسلام
مرض وموت ، احکام شرعیہ اور رسوم باطلہ
تعلیم و تبلیغ اور جہاد کیلئے کثرت ذکر کی ضرورت
ایمان قتال فی سبیل اللہ اور تبلیغ لازم وملزوم
شریعت کے مطابق تقسیم وراثت کی اہمیت
قرآن کے خلاف کمپیوٹری سازش
لشکر محمدی طالبان کے لئے مبشرات
القول الصواب فی تحقیق مسئلۃ الحجاب
بعض ضروری مسائل حج
فیصلہ ہفت مسئلہ کی وضاحت